JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

قرآن کریم کی جمع صوتی اہمیت واہداف

Voice Recording of the Holy Quran; Importance and Goals

Irfan Ramzan *
Lecturer, Govt. Associate College for Boys, Bedian road, Lahore.

Prof. Dr. Mahmood Akhtar **
Chairman, Department of Islamic Studies, Gift University, Gujranwala.

Abstract

Voice recording of the Holy Quran is modern technique to save the pronunciation of the Holy Quran. It can be considered as the fourth era of preservation of the Holy Qur'an. In the meeting of''جمیعۃالعامۃللمحافظۃالقرآن'' Dr. Labib presented this suggestion. In this article, first time in Urdu, the possibilities of preservation of the Holy Quran in voice shape by latest equipment has been discussed. Main purpose of this practice is to preserve the original pronunciation and voice of the Quranic words, which has been inherited from generation to generation. This practice will also be proved helpful in teaching of Tjweed to the students of the Holy Quran.

Keywords: *Voice recording, Translators of the Holy Quran, Importance.*

لفظ ''جمع'' لغوی اعتبار سے کسی چیز کے ملنے اور باہم ضم وانضمام کے لیے مستعمل ہے۔[1] جبکہ علمائے اسلام ''جمع القرآن'' سے حسبِ ذیل چار معانی مراد لیتے ہیں:

۱۔ حفظ القرآن فی الصدور (قرآن کو سینوں میں محفوظ کرنا)۔

۲۔ تألیف سور القرآن الکریم (قرآن کریم کی سورتوں کو باہم جوڑنا)۔

۳۔ تألیف الایات فی السورۃ الواحدۃ من القرآن الکریم (قرآن کریم کی کسی ایک سورۃ کی آیات کو جوڑنا)۔

۴۔ کتابۃ القرآن الکریم فی الصحف أو المصاحف[2] (صحف یا مصاحف میں کتابت قرآن کریم)۔

پہلے معنی کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک پر ہوتا ہے۔ بایں طور کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم سینوں میں محفوظ کیا۔ اللہ کا یہ فرمان اسی سے متعلق ہے:

CC BY

﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ [3]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

((جَمْعُهٗ لَكَ فِيْ صَدْرِكَ وَتَقْرَأهٗ.)) [4]

''اس (قرآن) کو آپ کے سینے میں جمع (محفوظ) کرنا اور آپ کا اسے پڑھوانا، ہمارے ذمے ہے۔''

دوسرے اور تیسرے معنی کے اطلاق کے بارے میں ''ابوالحسین احمد بن فارس اپنی کتاب'' المسائل الخمس میں رقم طراز ہیں:

''جمع القرآن کی دو قسمیں ہیں: (اول) سورتوں کو باہم جوڑنا اور ملانا جیسے ''سبع طوال'' کو ''مئین'' پر مقدم کرنا۔ صحابہ کرام نے اس قسم کو اختیار فرمایا ہے۔ بعض آیات کو بعض سے ملانا اور ایک قصے کے بعد دوسرے کو لانا۔ اس قسم کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا جیسے جبرئیلؑ کو اللہ کی طرف سے بتایا ہوتا تھا۔''

دوم: ان صحیفوں کو ایک مصحف میں جمع کرنا۔ جیسا کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

[5] گویا جمع قرآن سے مراد قرآن کریم کا جمع کرنا (محفوظ کرنا) ہے۔ خواہ حفظ سے ہو یا کتابت سے یا تلاوت کی ریکارڈنگ (جمع صوتی) سے۔

یوں تاریخی لحاظ سے جمع قرآن کے چار ادوار بنتے ہیں: (۱) عہد نبوی (۲) عہد صدیقی (۳) عہد عثمانی (۴) صوتی و طباعتی عہد۔

اپنے اس آرٹیکل میں ہم قرآن کریم کے چوتھے دور یعنی جمع صوتی پر گفتگو کریں۔ جمع صوتی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم حفظاً و تحریراً محفوظ ہے اسی طرح قرآن کریم کو صوتاً یعنی ریکارڈنگ کے ذریعے بھی محفوظ کرے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بوقت تلاوت تجوید کے احکام جن میں قلقلہ، روم، اشمام، اخفاء، ادغام، اقلاب اور اظہار وغیرہ کی پابندی قاری تلاوت کرنے والے کے لیے ضروری ہے اور قرآن پاک کی تحریر میں ان احکام کا لکھنا تو ممکن تھا مگر کیا اس کی صحیح ادائیگی کو تحریر میں لانا ممکن تھا، ظاہر بات ہے کہ ایسا ممکن نہیں اسی لیے علمائے کرام نے اسے ناممکن قرار دیتے ہوئے اسے حفاظ و مشائخ سے براہ راست سیکھنے اور حاصل کرنے کا کہا ہے۔ [6] اور لکھا ہے: ''مشہور ائمہ حفاظ قرآن اپنے حفظ کی تلقی **(To acquire Knowledge form scholar)** کی وجہ سے جانے جاتے تھے مثلاً سیّدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَاللّٰهِ! لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِضعًا وَّ سَبْعِيْنَ سُوْرَةً.)) [7]

''واللہ! میں نے رسول اللہ ﷺ کے دھن مبارک سے ستر سے زیادہ سورتیں حاصل کیں ہیں۔''

اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے باقی سورتیں کس سے حاصل کیں:

((اَخَذْتُ بَقِيَّةَ الْقُرْآنِ عَنْ اَصْحَابِهٖ.)) [8]

''باقی قرآن پاک میں نے آپ کے اصحاب سے لیا۔''

اس تلقی کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اس کا ادراک انہیں اس حد تک تھا کہ جب انہیں کسی سورت کے بارے میں پوچھا جاتا تو صاف فرما دیتے کہ میں نے یہ سورت نبی کریم ﷺ سے نہیں سنی اور اس صحابی کا بتا دیتے جنہوں نے آپ ﷺ سے وہ سورت سنی ہوتی۔ معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی ہمیں طسٓمٓ دو سو آیتوں والی (یعنی الشعراء،

آیات: ۷-۲۲) پڑھ کر سنائیں تو فرمانے لگے: یہ سورت میرے پاس نہیں ہے۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی نہیں) مگر تم اس شخص کے پاس جاؤ جس نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور وہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ہیں، تو ہم ان کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں وہ سورت پڑھ کر سنائی۔[9]

بالمشافہ استاذ سے قرآن کریم کا سننا سنت رسول ہے۔ آپ ﷺ نے براہ راست جبرئیلؑ سے سنا، بلکہ ہر سال ان سے سنا بھی اور سنایا بھی۔ آخری سال دو مرتبہ سنا، سنایا۔[10]

قرآن کی جمع صوتی کی ابتداء، پس منظر:

انیسویں صدی کے آخر میں امریکی سائنسدان تھامس ایلوا ایڈیسن (Thomas Alva Edison)(1847-1931) کے ہاتھوں 1887ء میں فونو گراف (Phonograph) (جس نے آگے چل کر گراموفون کی شکل اختیار کی[11]) کی ایجاد نے سائنسی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ کیونکہ ایک تصور کو حقیقت کا روپ مل گیا تھا، اور آواز ریکارڈ ہونے لگ گئی تھی۔ مسلمانوں نے بھی اس سے بھرپور استفادہ کیا۔ چنانچہ جید علمائے کرام کے خطبات اور قراء کرام کی تلاوتیں ریکارڈ کی گئیں۔ سب سے پہلی تلاوت جو ریکارڈ ہوئی مصر کے قاری شیخ محمد بن محمود رفعت کی تھی۔[12] مگر قرآن کریم کو ترتیل سے اس کی تمام متواترہ قراءات کے ساتھ ریکارڈ کرنے کا منصوبہ مصر کے ڈاکٹر لبیب السعید[13] نے شعبان ۱۳۷۸ھ جمعیت العامۃ للمحافظۃ القرآن الکریم کے منعقدہ اجلاس میں پیش کیا۔ اس تجویز کا پس منظر یہ تھا کہ آپ کے ذہن میں مسلسل یہ بات گردش کرتی رہتی تھی کہ قرآن کریم کی مکمل ریکارڈنگ (تمام روایات اور قراءات کے ساتھ) وقت کا تقاضا اور اہم ضرورت ہے۔ بایں طور پر قرآن کریم مسلمانوں کے پاس دو طرح سے محفوظ ہو جائے گا: (۱) کتابی شکل میں (۲) ریکارڈنگ کی صورت میں۔[14] کیونکہ ہر فن کے علماء کو ان کی فنی کاوش کی وجہ سے بقاء حاصل ہے اور اپنی موت کے بعد بھی وہ اپنی فنی کاوش کی وجہ سے اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی عالم نے فروغ اسلام کے لیے کوئی کتاب تالیف کی ہے تو اس کی وفات کے بعد ظاہر ہے جب تک لوگ اس کتاب سے مستفید ہوتے رہیں گے صاحب کتاب کو بھی اجر برابر ملتا رہے گا۔[15]

مگر قراء کرام کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ کیونکہ صوتی ورثہ تو ان کی موت کے ساتھ ہی فنا ہو جاتا تھا، علم القراءات استاد سے شاگردوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مگر یہ بات مشاہدہ شدہ ہے کہ آواز کی پختہ ادائیگی اور حروف کو ادا کرنے کی تمیز ہمیشہ شاگردوں کی طرف منتقل نہیں ہوتی۔ چنانچہ بہت سے قابل اساتذہ کرام اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں مگر ان کا کوئی قابل قدر ایک شاگرد بھی نہیں ہوتا۔[16]

جمع صوتی کی دلیل:

(۱) قرآن کی ریکارڈنگ کے لیے ڈاکٹر لبیب السعید رحمہ اللہ نے یہ دلیل پیش کی کہ جیسے قرآن کریم دورِ نبوی ﷺ میں اشیائے مختلفہ (جیسے اونٹ کے شانے کی ہڈی، پتھر کی سلوں، کھجور کی چوڑی شاخ، کاغذ وغیرہ) پر تھا۔ پھر اس کو چمڑے اور اوراق پر منتقل کیا گیا ہے اور جس طرح مصحف کی کتابت کے طریقوں میں جدت اور ترقی ہوتی رہی ہے کہ اس میں نقطوں اور اعراب وغیرہ کا اضافہ سہولت کے

پیش نظر کیا گیا ہے اور جیسے مصحف ہاتھوں کے ذریعے کتابت کی بجائے اب کمپیوٹر کی کمپوزنگ سے طبع ہونے لگ گیا ہے۔ للذا قرآن کریم کی ریکارڈنگ میں بھی کوئی شرعی قباحت یا حرج نہیں ہے۔ [17]

علاوہ ازیں صدیاں گزر جانے کے باوصف قرآن کریم کی نقل کا اصل ذریعہ اس کی روایت اور تلقی بالمشافہہ **(To acquire knowledge from scholar)** ہے۔ کیونکہ قراءت واستماع (استاد کا پڑھنا اور شاگرد کا سننا) میں ہی قرآن کے تلفظ کی مضبوطی ہے جو صرف سماعت اور بالمشافہہ تلقی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ شفوی نقل **(To acquire knowledge from scholar)** کو مزید پختہ کرنے، اسے رواج دینے اور آئندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے، مسلمان جدید ترین اور سہل ترین اسلوب کو اختیار کریں اور کتاب اللہ کو مجوّد اور قراءات ثابتہ متواترہ کے ذریعے ریکارڈنگ میں لے آئیں۔ [18]

(۲) دوسری دلیل: آپ ﷺ قرآن کریم کی تنزیل میں سخت شدت محسوس کیا کرتے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت صحیحین میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں ہی یہ فرمادیا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝﴾ [19]

"آپ ﷺ جلدی کرتے ہوئے اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ بلاشبہ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمے ہے۔"

جمع کرنے سے مراد یہاں اُس دور کی اور مستقبل کی قرآنی جمع ہے۔ جو سینوں میں بھی ہو سکتی ہے اور ریکارڈنگ کی صورت میں بھی۔ ''قرآنہ'' سے مراد آپ ﷺ سے اسے ویسے ہی ترتیل سے پڑھوانا جس طرح آپ ﷺ پر تازہ بتازہ اُترتا تھا، اور مستقبل میں مختلف قراء کی آوازِ دل سے بھی۔

اہمیت:

ڈاکٹر لبیب السعید رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی ریکارڈنگ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے: جمعية العامة للمحافظة القرآن الكريم کے سامنے درج ذیل نکات رکھے:

ا۔ یہ بات معلوم ہے کہ بعض قراء کرام کی مبنی بر ترتیل بعض قرآنی آیات کی ریکارڈنگ موجود ہے مگر جس ریکارڈنگ کا ہم ارادہ رکھتے ہیں وہ ایک دوسری طرز پر ہے۔ صرف سُر لگانا یا خوش الحانی ہی مقصود نہیں بلکہ اس کی پہلی غرض تعلیم و تعلم ہے، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ عامی شخص اس بات کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کی عملی زندگی میں یہ واجب ہے کہ قرآن کریم کو اس لب و لہجے میں پڑھے جسے قراء نے محافل میں مشہور کر رکھا ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت قرآن کریم کی ادائیگی و تلفظ کے معاملے میں انتہائی کمزور ہیں۔ حالانکہ وہ اس کتاب (قرآن) پر ایمان رکھتے، اس سے محبت کرتے اور اس سے ہدایت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر حفاظ کرام کو روایت حفص کے علاوہ دیگر روایات کا سرے سے علم نہیں ہوتا، اور یہ دونوں باتیں انتہائی خطرناک ہیں۔

لہٰذا جمعیۃ العامۃ للمحافظۃ القرآن کریم پر واجب ہے کہ وہ اس خدمت کو اپنے ہاتھ لے کر اس پر کام شروع کرے تاکہ قرآنی میراث مدتوں گزرنے کے باوجود بھی محفوظ رہے۔ نیز اس طریقے سے قرآن کریم کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہوگی اور اس کے طلاب بھی زیادہ ہوں گے۔ مزید برآں اس سے پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے درمیان تعلق بھی مضبوط ہوگا۔

طریقہ کار:

قرآن کریم اور اس کی متواترہ قراءات کی ریکارڈنگ کا طریقہ کار واضح کرتے ہوئے انتہائی دقیق قواعد وضوابط متعارف کروانے کا فیصلہ ہوا۔ تاکہ یہ ریکارڈنگ معیاری ہو اور بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔ پہلے مکمل روایت حفص میں ریکارڈنگ کی جائے پھر تمام قراءات متواترہ غیر شاذہ میں۔

۲۔ ایک روایت میں ریکارڈنگ کرتے ہوئے کسی بھی آیت کو بار بار نہ دہرایا جائے۔

۳۔ تلاوتِ کلام پاک کی ریکارڈنگ کے لیے ان قراء کرام کا انتخاب کیا جائے جو انتہائی عمدہ قراءت اور اس کی تدریس میں ماہر ہوں۔ علاوہ ازیں ان کی آواز بھی مناسب حد تک خوبصورت ہو۔ [20]

۴۔ جس قرآنی حصہ کو ریکارڈ کرنا مطلوب ہو، پہلے اس کی سماعت پوری لجنہ (کمیٹی) کرے گی (جن کے نام بعد میں آرہے ہیں) تاکہ قاری کی ادائیگی کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاسکے اور ساتھ ہی احکام تجوید، خاص کر وقف وابتداء کا خاص خیال رکھا جائے۔

۵۔ قرآنِ کریم کی ریکارڈنگ قراءات متواترہ ثابتہ کے ساتھ مکمل کی جائے گی۔ چنانچہ ہر قاری، قراء عشرہ میں سے ان کے دوشاگردوں کی روایت میں تلاوت ریکارڈ کروائے گا اور مشہور ترین طرق سے کروائے گا۔

٦۔ قاری اسی روایت میں اخیر تک تلاوت ریکارڈ کروائے گا جس راوی سے اس نے ابتداء کی ہوگی، ایک راوی کی روایت کو دوسرے راوی کی روایت سے ملتبس نہیں کرے گا۔

اہداف ومقاصد:

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم کو جمع کرنا، ان ضروریات اور اسباب کی بنا پر تھا جو ان کے زمانے میں پیش آئے۔ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کریم کی حفاظت مقصود تھی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قراءاتِ قرآن کے بارے میں اس فتنے کا سدِ باب تھا جو مسلمانوں میں دَر کر آیا تھا۔ [21] انہوں نے قرآن کریم کو بایں طور پر جمع فرمایا کہ وہ ان کے زمانے سے لے کر قیامت تک قرآن کریم کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ جمع صوتی کے لیے کوئی اس طرح کی ضرورت تو نہ تھی مگر اس کے جو اہداف ومقاصد تھے وہ فی الجملہ قرآن کے لیے مدومعاون ضرور تھے، اور وہ اہداف درج ذیل تھے:

ا۔ حفاظتِ قرآن:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فرمایا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لی۔ [22] صدیاں گزر جانے کے باوجود قرآن کریم اپنی اصل نبی کریم ﷺ، سیّدنا شکل میں موجود اللہ کے اسی وعدے کی تکمیل ہے۔ لیکن اللہ نے یہ حفاظت بندوں کے ذریعے کروائی ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ادوار میں قرآن کریم کو جمع کیا گیا، اور یہ صرف انہی ادوار پر محصور نہیں بلکہ ہر زمانے کے مسلمانوں پر ان کی استطاعت اور دستیاب وسائل کے مطابق فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ کی حفاظت تن من دھن سے کریں۔ چنانچہ جمع صوتی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس سے قرآن کریم کو تحریف سے بچانے میں مدد ملے گی۔

۲۔ تلقی شفوی کی تحقیق To acquire knowledge from scholar:

قرآن کریم کی نقل میں نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک معتمد طریقہ تلقی شفوی ہی رہا ہے۔ چونکہ صوتی ادا کی تعلیم کتاب اللہ سے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اصول یہ ہے کہ: قرآن کریم کو مصحف سے حاصل نہ کیا جائے بلکہ کسی ماہر استاد سے حاصل کیا جائے تاکہ لوگوں کو قراءتِ قرآن کے صحیح نطق کی تعلیم ہو اور درست تلفظ کان میں پڑے۔[23] علوم شرعیہ میں نقل و تحمل کے بہت سے طرق ہیں۔ مثلاً: سماع من لفظ الشیخ، قرأة علی الشیخ، مناولۃ، اجازہ، مکاتبہ، وصیۃ، اعلام اور وجادۃ وغیرہ۔[24] مگر قرآن کریم پہلے دو طریقوں کے علاوہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یعنی سماع من لفظ الشیخ اور قرأة علیہ اور اس لیے اس کا سارا اعتماد تلقی بالمشافہۃ پر ہے۔[25]

اور ان دو طریقوں پر استدلال نبی ﷺ کے جبرئیلؑ کو قرآن پڑھ کر سنانے اور سننے سے کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ سے بالمشافہۃ قرآن سیکھتے اور آپ ﷺ کو پڑھ کر بھی سناتے تھے۔ جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سلسلے میں پہلے گزر چکی ہے۔ قراء کرام نے قرآن کریم کی نقل کو صرف شفوی طریقے پر اس لیے محدود کیا ہے کہ صوتی کیفیات **(Audio qualities)** مثلاً تفخیم و ترقیق، مد و قصر، ادغام و اظہار، فتح و امالہ وغیرہ کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھنا اور ان کی پختہ ادائیگی تلقی بالمشافہۃ کے بغیر ناممکن ہے۔

۳۔ قراءاتِ متواترہ کی حفاظت:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب سرکاری سطح پر مختلف مصاحف لکھوائے تو ہر قلمرو علاقے میں اس مصحف کے ساتھ ایک قاری کو بھی بھیجا، جو اس مصحف کے موافق لوگوں کو پڑھاتا تھا۔[26] اس کے بعد سے لوگ اپنے شہروں میں بھیجے گئے مصاحف کے مطابق ہی قراءت کرنے لگے جسے وہ اپنے مشائخ سے بالمشافہۃ حاصل کرتے تھے۔ پھر قراء عشرہ کی قراءات مشہور و متداول ہو گئیں جو آج تک پڑھی جاتی ہیں۔ اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ائمہ عشرہ کی قراءات ہی قابل قبول قراءت ہیں اور جو ان کے علاوہ قراءتِ شاذہ وغیرہ کو اختیار کرے گا وہ قابل قبول نہ ہوگا۔[27]

چنانچہ تجویز یہی تھی کہ قرآن کریم کو تمام ثابت شدہ روایات کے مطابق جمع کیا جائے، وہ روایات جو ائمہ عشرہ سے منقول ہیں کہ ہر روایت کو مستقل ختمہ کی صورت میں جمع کیا جائے، اور اس کا مقصد جہاں ان کو ریکارڈنگ کی صورت میں محفوظ کرنا تھا وہیں انہیں مسلمانوں کے مابین رواج دینا بھی تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت ان روایات سے ناواقف ہے۔ حالانکہ کسی قراءت کو دوسری پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ تمام وحی منزل ہیں اور تمام کلامِ الٰہی ہیں۔[28] لہٰذا ان کو ریکارڈنگ میں لاکر عوام کو سنانا اور ان میں رواج

دینا یقیناً بڑی نیکی کا کام ہے۔ کیونکہ کتب کے ذریعے سے قراءات کی معرفت، علومِ شرعیہ کے متخصصین کے لیے بھی مشکل امر ہے تو عوام کے لیے آسان کیسے ہو گا؟ اور اس کی معرفت شیوخ کی قراءت کے طریق کے بغیر ممکن نہیں ہے، اور فی زمانہ چونکہ شیوخ کی تعداد بہت کم ہے اور تمام شہروں تک ان کا پہنچنا بھی مشکل امر ہے۔ علاوہ ازیں علم القراءات کی معرفت ایک شاق اور طویل تعلیم و تعلّم کی محتاج ہے۔ چنانچہ عامی لوگوں کا اسے سن لینا ہی کافی ہے اور یہ چیز سوائے ریکارڈنگ کے ممکن نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ ہدف بھی پیشِ نظر تھا کہ ان قراءات متواترہ کے علاوہ شاذہ قراءات کو اختیار نہ کیا جائے۔ یعنی وہ قراءات جو مصاحف عثمانیہ کے خلاف ہیں۔ چاہے ان کی سند صحیح بھی ہو اور وہ عربی لغت کے بھی موافق ہوں۔[29] امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ قراءات شاذہ کی قراءت درست نہیں ہے، اور اس شخص کے پیچھے نماز نہ ادا کی جائے جو شاذ قراءات پڑھتا ہے۔[30]

تعلیم و تعلّم:

تعلیم قرآن دینی شعار میں سے ہے، تمام شہروں کے مسلمانوں نے اس کو حاصل کیا اور کسی بھی دوسری تعلیم کے لیے قرآنی تعلیم کو اصل بنایا۔ تعلیم قرآن کے لیے مشافہۃ اور سماع ضروری ہے۔ بہت سے مسلمان قراء کی عدم موجودگی کی وجہ سے یا قراء کرام کے ان سے دور ہونے کی وجہ سے مشافہۃ اور سماع سے محروم رہتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے معاشرے میں بہت سی خواتین ایسی ہیں کہ انہیں قرآن سکھانے کے لیے کوئی اچھا استاد میسر نہیں آتا۔ کیونکہ مرد کے ساتھ اس کی خلوت منع ہے۔[31] چنانچہ ریکارڈ شدہ مصاحف نے اس طرح کی خواتین کے لیے آسانی کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ چنانچہ اب وہ کسی بھی گھڑی اور کسی بھی جگہ بہترین ادائیگی والے قاری کی تلاوت کے سماع و تعلّم سے فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں تلقی بالمشافہۃ کے بغیر حفظ نہیں ہوتا اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو بصارت سے محروم ہوتے ہیں۔ جب وہ معلّم سے قرآن سیکھ رہے ہوتے ہیں تو استاد کو بھی ان کے لیے خاصی محنت کرنا پڑتی ہے کیونکہ وہ اپنی آنکھوں سے مصحف سے مستفید تو ہو نہیں سکتے، چنانچہ ان ریکارڈ شدہ مصاحف سے ہر وقت ان کے ساتھ ایک موجود قاری کا احساس پیدا ہو گیا ہے اور معلّمین (اساتذہ) کی مشقت بھی کم ہوئی ہے۔

تحریف سے بچاؤ:

قرآن کریم کی ریکارڈنگ میں تحریف قرآن سے بچاؤ کا پہلو بھی ہے۔ کبھی قرآن میں تحریف (غلطی) بغیر قصد و ارادہ کے بھی ہو جاتی ہے کہ لب و لہجہ کا انتشار اس زمانے میں ہم دیکھ رہے ہیں اور دن بدن یہ انتشار شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کیونکہ لوگ عربی زبان سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کو صحیح طریقہ سے قرآن سنانے کی ضرورت ہے اور ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی ضرورت ہے کہ تلقی بالمشافہۃ ضروری ہے اور صرف مکتوب مصاحف سے از خود استفادہ درست نہیں ہے۔ اسی طرح ان مصاحف نے اعدائے اسلام کی قرآن کے خلاف سازشوں کو بھی ناکام بنایا ہے جو جان بوجھ کر قرآن میں تحریف کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے ۱۹۶۰ء میں اسرائیل میں ایک لاکھ قرآنی نسخے طبع کیے گئے جن میں تحریف و تبدیلی کی مذموم کوشش کی گئی۔ ان مصاحف میں جان بوجھ کر سازش کے تحت لفظی، طباعتی غلطیاں کی گئیں۔ بعض کلمات کو حذف کر دیا گیا، اسی طرح بعض آیات کو بھی ختم کر دیا گیا۔

چنانچہ علماء کرام اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان مصاحف کی غلطیاں عوام الناس کے سامنے رکھا اور ان کو بین **(Ban)** کروایا۔[32] ریکارڈ شدہ مصاحف قرآن کے متعلّمین کے لیے دو طرح سے انتہائی مفید ہے:

ا۔درست تلاوت کے لیے بطورِ نمونہ:

ریکارڈ شدہ مصاحف سے اصل مقصود یہ تھا کہ ان مصاحف کو ترتیل سے ریکارڈ کیا جائے۔ جیسے نماز میں قراء کرام کی قراءت ہوتی ہے تاکہ قرآن کریم کا تدبر و فہم ہو اور متعلّم کے لیے یہ تلاوت اس کی تلاوت کو پختہ کرنے کا سبب بنے۔[33]

۲۔رسم عثمانی کی پہچان:

مصاحف عثمانیہ کے رسم میں بعض مقامات پر املائی رسم سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مبتدی متعلّم کے لیے اس سلسلے میں بڑی مشکل پیش آتی تھی۔ ریکارڈ شدہ مصاحف سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے۔[34]

پروجیکٹ کی ابتداء اور تنفیذ:

ریکارڈنگ کی تکمیل کے بعد اس کو مصحف مرتل کا نام دیا گیا، مصحف مرتل کو ۲۳ جولائی ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۰ صفر ۱۳۸۱ ہجری کو ان کی اشاعت کا فیصلہ ہوا۔ تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء بمطابق ۸ ربیع الثانی بروز سوموار بوقت صبح مصری ریڈیو سے قاہرہ میں تلاوت قرآن کو نشر کیا گیا۔ جو دراصل اس پروجیکٹ کی کامیابی کا اعلان تھا اور اس سے بلاشبہ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔[35]

خلاصہ:

جمع صوتی قرآن کریم کو محفوظ کرنے کی ایک جدید شکل ہے اسے حفاظت قرآن کا چوتھا عہد قرار دیا جاسکتا ہے، قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ بشمول اس کی قراءات متواترہ کے ریکارڈ کرنے کی تجویز ڈاکٹر لبیب السعید نے شعبان ۱۳۷۸ھ کو ''جمیعۃ العامۃ للمحافظۃ القرآن'' کے منعقدہ اجلاس میں پیش کی، اور یہ قطعاً بدعت نہیں ہے اس کے حق میں کئی دلائل کتاب وسنت سے پیش کیے۔ اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ مثلاً اس کے ذریعے قرآن کریم کی تعلیم آسان ہوئی ہے۔ روایت حفص کے علاوہ باقی روایات کی پہچان ہوئی ہے، اور اس جہان فانی کو چھوڑ جانے والے قراء کرام کے لیے مستقل اجر وثواب کا باعث ہے۔

قرآن کریم اور اس کی قراءات متواترہ کی ریکارڈنگ کے لیے انتہائی دقیق قواعد وضوابط کو اختیار کیا گیا۔ اس ریکارڈنگ سے قرآن مجید کو تحریف سے بچانا، تلقی شفوی کی تحقیق، قراءاتِ ثابتہ متواترہ کی حفاظت، قرآن کریم اور قراءاتِ متواترہ کی تعلیم، لب ولہجہ کی درستگی اور رسمِ عثمانی کی پہچان ہے۔

ریکارڈنگ پہلی تکمیل ۲۳ جولائی ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ کو ہوئی اور تکمیل کے بعد اس کو ''المصحف المرتل'' کا نام دیا گیا۔ جسے ۸ ربیع الثانی ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء بمطابق بروز سوموار صبح کے وقت مصر کے ریڈیو سٹیشن سے قاہرہ میں نشر کیا گیا۔ بلاشبہ یہ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں ایک نئے دور کا آغاز تھا۔

قرآن کریم کی پہلی ریکارڈنگ کو تقریباً ۶۰ سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر یہ ریکارڈ کردہ مصحف مذکورہ احکام کی صوتی تطبیق و تمییز میں گہرا اثر رکھتا ہے اور اس سے استفادہ انتہائی آسان ہے۔ اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ فقط تلقی بالسماع بغیر عرض علی الشیخ کے مشکل ہے۔ خاص طور پر متاخر زمانوں میں کہ لوگوں کی زبانیں پھر چکی ہیں۔ مگر اس کے باوجود بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں زبردست سماعت سے نوازا گیا ہے (جیسے نابینا افراد کہ اللہ نے خاص طور پر ان کی سماعت کی حس تیز رکھی ہے) اور وہ ان ریکارڈ شدہ مصاحف سے کماحقہ مستفید ہو رہے ہیں۔ بلکہ یہ طریقہ تجوید سکھانے کا بھی معتمد ذریعہ بن چکا ہے۔

References

1۔ابن فارس، ابوالحسن، احمد بن فارس بن زکریا الرازی، معجم مقاییس اللغۃ: ۴۷۹/۱، دار الکتب العلمیۃ.

2۔الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان: ۲۳۹/۱، دار الکتب العربی.

3۔القیامۃ: ۷۵: ۱۷.

4۔البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب بدئ الوحی، باب کیف کان بدئ الوحی، حدیث: ۵، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض ۱۹۹۹ء.

5۔البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ: ۱۴۸/۷۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۴۰۸ھ۔ مناہل العرفان: ۲۳۹/۱.

6۔ابن الجزری، محمد بن محمد، النشر فی القرائات العشر: ۶/۱، المطبعۃ التجاریہ الکبریٰ ۲۰۰۹.

7۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القرائ من اصحاب النبی، ح: ۵۰۰۰،

8۔حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد، الشیبانی، مسند امام احمد بن حنبل: ۳۹۸۰، دار العلم ممبئ ۲۰۱۶ء.

9۔ایضاً.

10۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل بعرض القرآن علی النبی، ح: ۴۹۹۸.

11۔ Microsoft Extra 98 Encyclopedia (Root Word: Phonograph).

12۔انیسویں صدی کے مایہ ناز قراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی پیدائش قاہرہ میں ۱۳۰۰ ہجری بمطابق ۱۸۸۲ء کو ہوئی۔ چھے سال کے ہوئے تو بصارت سے محروم ہو گئے۔ قاہرہ میں ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۵۰ء کو وفات ہوئی۔ (الزرکلی) خیر الدین، (الاعلام: ۹۱/۷) دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، الطبعۃ السادسۃ ۱۹۸۴)۔

13۔آپ قرآن کریم کا عملی طور پر اہتمام کرنے والے علماء میں سے تھے۔ مصر میں وزارتِ اقتصادیات کے وزیر اور جامعہ عین شمس کے رئیس تھے۔ الدکتور، لبیب السعید، الجمع الصوتی الاوّل للقرآن الکریم، دار الکاتب العربی القاہرہ الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۷۷/۱۳۸۷ کے مختلف صفحات سے ماخوذ۔

14۔ایضاً، ص: ۱۰۲.

15۔ایضاً، ص: ۱۰۵.

16۔ایضاً،اور دیکھئے:النشر فی القراءات العشر:۱/۶.

17۔الجمع الصوتی الاوّل للقرآن الکریم،(۱۰۲۔۱۰۵).

18۔ایضاً.

19۔القیامۃ:۱۷۔۱۶.

20۔دیکھئے:الجمع الصوتی الاوّل للقران الکریم،۲۱۸،ومابعدہا.

21۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ح:۴۹۸۶۔السجستانی،ابوداؤد، عبداللہ بن سلمان بن اشعث، کتاب المصاحف باب جمع عثمان المصاحف، ص:۳۰،دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان.

22۔الحجر۱۵:۹.

23۔دیکھئے:النشر فی القراءات العشر،ج:۱،ص:۲۰۸،ابن جزری، محمد بن محمد،التمہید فی علم التجوید:۴۸،مکتبۃ للمعارف الریاض.

24۔یہ آٹھ طریقے حدیث مبارکہ کی نقل و تحمل کے ہیں۔ان سب کی تعریف کے لیے دیکھئے:الشہرزوری،ابن الصلاح،ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن،دارالکتب العلمیۃ،مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ص:۱۳۲۔۱۸۰.

25۔السیوطی،الحافظ جلال الدین،الاتقان فی علوم القرآن:۱/۲۷۹،وزارۃ الشؤون الِاسلامیۃ المملکۃ العربیۃ ۲۰۰۹.

26۔احمد بن محمد،اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر، ص:۷،دارالکتب العلمیۃ.

27۔البرہان فی علوم القرآن،ج:۱،ص:۱۱۳۳۳.

28۔"اِن ہذا القرآن انزل علی سبعۃ أحرف" نبیa سے متواتر حدیث ہے۔دیکھئے: صحیح البخاری، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف،ج:۶،ص:۱۸۴، صحیح مسلم، باب بیان أن القرآن علی سبعۃ احرف...،ج:۱،ص:۵۶۰.

29۔دیکھئے:النشر فی القراءات العشر:(۱/۹۔۱۰).

30۔البرہان فی علوم القرآن:۱/۳۳۳.

31۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بأمرأۃ اِلّاذو محرم والدخول علی المُغیبۃ:۹/۲۴۲،ح:۵۲۳۳.

32۔الجمع الصوتی الاوّل للقرآن الکریم:۳۔۴۷، ۲۷۔۴۔عن جریدۃ الأہرام المصریۃ فی عددہا الصادر:۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء.

33۔دیکھئے:الجمع الصوتی الاوّل للقرآن الکریم، ص:۷۔۳۰۔عن جریدۃ الجمہوریۃ المصریۃ، نومبر ۱۹۶۱ء.

34۔الجمع الصوتی الاوّل للقرآن الکریم، ص:۳۶۷.

35۔مباحث فی علوم القرآن، ص:۶۵، مناع، خلیل القطان ۲۰۰۵ء.